مہیج الاحزان
علامہ حسن بن محمد علی یزدی
ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا
ولی العصر ٹرسٹ

مہیّج الاحزان

تالیف

آقائی حسن بن محمد علی یزدی

مترجم

مولانا سیّد ظل حسنین زیدی سرسوی

پیش کش: سیّد محمد شبّر عباس

ولی العصر ٹرسٹ

رتہ متہ ضلع جھنگ

نام کتاب —— مہیج الاحزان

نام مؤلف —— آقائی حسن بن محمد علی یزدی

نام مترجم —— مولانا سید ظلِ حسین زیدی سرسوی

سال طباعت —— ١٩٩١ء بمطابق ١٤١١ھ

تعداد —— ١٠٠٠

کتابت —— حضرت کیبلیانوالہ

مطبع ——

ہدیہ ——

ناشر ——

ولی العصر، رتہ متہ ضلع جھنگ

اسٹاکسٹ

افتخار بک ڈپو۔ مین بازار اسلام پورہ لاہور

ٹھہریے کہ میں اچھی طرح تمہارے چہرہ کو دیکھ لوں پھر زیارت نصیب نہ ہوگی۔ یہ وداع آخر ہے۔ یہ فرما کر فَجَعَلَتْ تَقَبِّلُ یَدَیْهِ وَ رِجْلَیْهِ ۔ پس حضرت زینبؑ نے اپنے بھائی کے ہاتھ اور پیروں کو بوسہ دیا اور ایک سرد آہ کھینچی قریب تھا کہ روح قالب سے جدا ہو جائے۔ پھر امامؑ نے صبر کی تلقین کی اور آپ نے جامہ طلب کیا کہ لباس کے نیچے لیں لیں۔ پس آپ زیر جامہ لیں کر خیمہ سے باہر نکلے اور مقتل ہی پہنچے۔ صاحب بحار لکھتے ہیں کہ ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صالح بن وہب مزنی نے امام مظلوم کے ایک ایسا نیزہ مارا کہ آپ ذوالجناح کی پشت پر ٹھہر نہ سکے مشہور ہے کہ باوفا نے اپنے چاروں پاؤں پھیلا دیئے تاکہ راکب دوش رسولؐ آسانی سے زمین پر اتر سکے۔ امام مظلوم جب پشت زین سے زمین پر تشریف لائے تو کچھ دیر تک تیروں پر جسم مبارک پڑا رہا وا تا امام مظلوم کس طرح زمین پر گرے۔

شاہی ز صدر زیں افتاد ۔ اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد۔

یعنی کہ شاہ دین و دنیا زین سے زمین پر گرے گویا عرش اعظم زمین پر گرا اور سجدۂ حق میں جھک گیا۔ اسی اثناء میں در خیمہ سے کمسن شہزادہ عبداللہ بن حسنؑ نے اپنے چچا کو جب اس حالت میں دیکھا تو بے ساختہ خیمہ سے نکلا۔ جناب زینبؑ نے دامن تھاما تو بچے نے کہا کہ اماں جان مجھے جانے دو۔

چچا جان گھوڑے سے گر پڑے ہیں۔ یہ کہہ کر بچے نے مقتل کا رُخ کیا اور دوڑتا ہوا امام حسینؑ کے سینہ پر منہ رکھ دیا۔ امام علیہ السلام نے بچے کو گود میں لیا۔ اس وقت ایک ملعون ابجر بن کعب تلوار لے کر نزدیک آیا۔ اور اس ملعون نے امام پر حملہ کیا شہزادہ عبداللہ بن حسن نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے کہ حسینؑ پر ضرب نہ لگے بچے کے دونوں ہاتھ کٹ گئے اور وہ تڑپنے لگا وا اماہ۔ اے اماں جان خبر لیجئے۔

اے چچا جان مدد کیجیے۔ ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ حرملہ بن الکاہل اسلامی ملعون نے بچے کو تیر مارا اور اس کی روح جنت اعلیٰ کو پرواز کر گئی۔ امام حسینؑ کی زبان پر اس وقت یہ الفاظ تھے کہ اے حسنؑ کی نشانی۔ اے بیٹا کاش مجھے پہلے موت آجاتی اور میں تیرا مرنا نہ دیکھتا۔ پروردگارا میں تیری مشیئت پر راضی ہوں۔ صبر و شکر ادا کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تو ہی فریادیوں کی فریاد سننے والا ہے۔ اس وقت زمین لرزنے لگی۔ عرش الٰہی کانپ گیا۔ ملائکہ میں شور و غوغا بلند ہوا۔ پروردگارا اس قدر ظلم اور فرزند رسول خدا۔ وحی ہوئی کہ اے میرے فرشتو عرش کے دائیں جانب نظر کرو۔ انہوں نے نظر کی اور دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے اور مشغولِ نماز ہے۔

فرشتوں نے کہا پالنے والے یہ کون ہے ندا آئی کہ یہ قائم آل محمدؐ ہے کہ جو خون حسینؑ کا انتقام لے گا۔ اور اس جماعت کو اور ان لوگوں کو جو اس پر راضی ہیں۔ تہ تیغ کرے گا اور بہ تحقیق کہ جب یحییٰ قتل ہوئے ہیں اور ان کا سر ایک زن فاحشہ کو نذر کیا گیا تو ستر ہزار اشخاص بنی اسرائیل قتل ہوئے تھے لیکن میں قتل حسینؑ پر ستر ہزار در ستر ہزار لوگوں کو قتل کروں گا۔

سید ابن طاؤسؒ روایت کرتے ہیں کہ جب امام حسینؑ گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے تو حضرت زینب خاتون خیمہ سے باہر نکلیں اور فریاد کر رہی تھیں وا اخاہُ وا سیداہُ وا اھل بیتاہُ لیتَ السَّماءَ اطبقتَ علَی الارض ولیتَ الجبال تکدکت علی السّھل ۔ کاش کہ آسمان زمین پر کیوں نہ گرا۔ کاش کہ پہاڑ کیوں نہ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ بروایت شیخ مفید علیہ الرحمہ حضرت زینبؑ نے عمر ابن سعد ملعون سے خطاب کیا کہ یَا عمر ایُقتلُ الحسین وَانتَ تنظر ۔ یعنی کہ